'RESEARCH JOURNEY' International Multidisciplinary E- Research Journal | ISSN : 2348-7143
Impact Factor - (SJIF) - 6.625, | February-2020
Special Issue 224 (D) : Relevance of Gandhian Thoughts
Peer Reviewed Journal

مہاتما گاندھی اور اُن کے بیش قیمت نظریات

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ
نوتن مراٹھا کالج،جلگاں
drafaqanjum@gmail.com

'مہاتما' کے معنی ہوتے ہیں 'مہان آتما'، یعنی 'عظیم روح'. یہ اصطلاح جب کسی ذی روح انسان سے منسوب کی جاتی ہے تو اس کا مفہوم ہوتا ہے 'نیک خو' یا نیک نفس انسان۔بیسویں صدی کی عظیم ترین شخصیت موہن داس کرم چند گاندھی بلا شبہ ایک نیک دِل،شریف النفس اور امن پسند انسان تھے۔اس لیے پوری دنیا انھیں مہاتماگاندھی کے نام سے جانتی ہے۔حالانکہ منکسر المزاج گاندھی جی نے مہاتما کے اس لقب کو اپنے لیے کبھی پسند نہیں کیا۔اُن کی ہمہ جہت شخصیت اور گراں قدر کارناموں نے انھیں مہاتما کے ساتھ ساتھ ' بابائے قوم ' جیسا عالی مقام لقب بھی بخشا۔گاندھی کی شخصیت کا پہلا تاثر ایک بے سروسامان درویش کا ہے جس نے اپنے نظریۂ عدم تشدد کی بنیاد پر دبے کچلے افسردہ دل ہندوستانیوں کے دِلوں میں آزادی کی شمع روشن کی اور ملک سے انگریز سامراج کا خاتمہ کیا۔

مہاتما گاندھی کے افکار وخیالات کا جائزہ لیں تو اُن کے ہاں ایک جامع اور مربوط نظامِ زندگی کے شواہد ملتے ہیں۔گاندھی جی صداقت کے حامی اور امن کے علمبردار تھے۔ایک قابل رہنما اور مفکر تھے۔اگرچہ وہ فلسفی نہ تھے لیکن انھوں نے دنیا کے سامنے ایک ایسا طرزِ زندگی اور مسائلِ حیات سے نبردآزما ہونے کے لیے ایسا مؤثر طریقۂ کار تجویز کیا جس کی اہمیت وافادیت دیکھ کر لوگ ششدر رہ گئے۔گاندھی جی کے نظریات میں سب سے اہم 'اہنسا' یعنی عدم تشدد کا نظریہ ہے۔اسی عدم تشدد کی بنیاد پر گاندھی جی نے ہندوستان میں برسوں سے قدم جمائے برطانوی سامراج کو ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا۔گاندھی جی کے نظریات سے ایک عالم متاثر ہوا۔دنیا کے عظیم رہنماؤں جیسے مارٹن لوتھر کنگ جونیئر،نیلسن منڈیلا سے لے کر سابق امریکی صدر براک اوبامہ تک گاندھی کے نظریات کے قائل ہونے اور انہیں ایک مثالی شخصیت تسلیم کیا۔مہاتما گاندھی کی تعلیمات پر اگر غور کریں تو اس کے تین پہلو سامنے آتے ہیں۔ایک اہنسا یعنی عدم تشدد،دوسرا صداقت یعنی سچائی پر مضبوطی سے جمے رہنا،تیسرا اِنفرادی سیاسی حقِ رائے دہی یا سوراج کا حصول۔گاندھی امن پسند اوز صلح جوئی کے قائل تھے۔وہ اس لیے کہ انھوں نے حضرت محمد □ اور بدھ مت کا گہرائی سے مطالعہ کیا تھا۔وہ کہتے تھے کہ: "میں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ زندگی موت کی آغوش میں،سچائی جھوٹ کے درمیان اور روشنی اندھیرے کے بیچ میں اپنا وجود قائم رکھتی ہے۔اس لیے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ خدا زندگی، سچائی اور نور ہے اور وہ اعلیٰ ترین وجود ہے۔"

عدم تشدد کے ساتھ ساتھ گاندھی کا قومی اتحاد کا نظریہ بھی ایک قابلِ تقلید نظریہ ہے۔گاندھی جی کا مسلک تھا' سَروَدَھرم سمبھاؤ ' یعنی تمام مذاہب کو پھلنے پھولنے کی آزادی اور ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی آزادی۔جیو اور جینے دو۔کا یہ اصول آج بھی مختلف قوموں اور ملکوں کے درمیان ہر مسئلہ کا منصفانہ حل اور پائیدار امن کی ضمانت بن گیا ہے۔گاندھی جی نے اپنی تقاریر کے ذریعے ذات،مذہب،رنگ ونسل،علاقائیت اور زبان کی بنیاد پر مختلف طبقوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔قومی یکجہتی کا یہی نظریہ ان کی فکر کا بنیاد ی پتھر ہے۔جس پر وہ ایک خوشحال قوم کی تعمیر کرناچاہتے تھے۔مہاتما گاندھی کا یہ نظریہ اس قومی روایت پر مبنی معلوم ہوتا ہے جس کے مطابق پوری کائنات کو اللہ کا کنبہ قرار دیا گیا ہے۔یہی روایت ہندو مذہب کی کتابوں میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ ملتی ہے۔یہ گاندھی جی کی آفاقی فکر جس نے انھیں مذہب،ذات،رنگ ونسل،علاقائیت اور زبان کے امتیازات سے اوپر اٹھ کر سوچنے کی تحریک دی۔انسان دوستی کے اِسی فلسفہ نے ان کے خیالات کو جِلا بخشی جن پر وہ زندگی کی آخری ساعت تک کاربند رہے۔جدوجہدِ آزادی کے دوران گاندھی جی نے یہ بات شدّت سے محسوس کی کہ ہندوستان کو اس وقت تک آزادی نہیں مل سکتی جب اس ملک میں رہنے والے دو بڑے فرقے آپس میں مل جُل کر رہنا نہ سیکھ لیں۔انھیں احساس تھا کہ اگر آزادی مل بھی گئی تو درحقیقت وہ آزادی نہیں ہوگی جس کے وہ متمنّی ہیں۔گاندھی ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے،انھوں نے مختلف مذاہب کی کتابوں اور دنیا کے قابلِ ذکر دانشوروں کے افکار ونظریات کا مطالعہ کیا تھا۔وہ ہر صبح گیتا کے ساتھ قرآن مجید اور اِنجیل کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔مہاتما گاندھی کی انگریز ی زبان میں لکھی خود نوشت جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر سید عابد حسین نے 'تلاشِ حق' کے عنوان سے کیاہے،میں یہ اعتراف موجود ہے کہ جنوبی افریقہ کے قیام کے دوران کئی مسلمانوں سے اِن کے گہرے مراسم تھے۔جو اسلامی تعلیمات سمجھنے میں ان کے لیے کافی مفید ثابت ہوئے گاندھی جی سے جب پوچھا گیا کہ رام راجیہ کے جس تصور کی وہ بات کرتے ہیں وہ کس قسم کی طرز حکومت پر ہوگا؟تو انھوں نے جواب دیا

Scanned by CamScanner

'RESEARCH JOURNEY' International Multidisciplinary E- Research Journal
Impact Factor - (SJIF) - 6.625,
Special Issue 224 (D) : Relevance of Gandhian Thoughts
Peer Reviewed Journal

ISSN : 2348-7143
February-2020

تھا کہ "وہ خلیفہ ی دوم حضرت عمرفاروق ◻ کی حکومت کی طرز پر ہوگا۔"انگلستان کے قیام کے دوران انھوں نے عیسائی
مذہب کی روح تک پہنچنے کی کوشش کی۔وہ تمام مذاہب کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔لیکن اپلے اہانی مذہب یعنی
ہندو فلاسفی سے ان کا گہرا تعلق تھا۔تحریک آزادی کے دوران گاندھی جی کی دوررس نگاہوں نے انگریزوں کی "پھوٹ ڈالو
اور حکومت کرو!" والی پالیسی کو بہت پسند پہلے بھانپ لیا تھا۔اس زہر آلود پالیسی کے تحت ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو
نفرت کے بیج بوئے گئے تھے ان کے خطرناک نتائج سے گاندھی جی بخوبی واقف تھے اِسی لیے وہ اِن دوبڑے فرقوں کے
درمیان اتحادوتفاق کی فضاء قائم کرنے میں عملی طور پر جُٹ گئے۔ان کا خیال تھا کہ"اگر ہندو اور مسلم امن اور بھائی چارہ
کے ساتہ رہنا نہیں سیکہ لیتے تو اس ملک کا جسے ہم بھارت کے نام سے جانتے ہیں،وجود ختم ہوجائے گا۔"

گاندھی جی نے لسانی تفریق کا خاتمہ کرنے کی غرض سے "ہندوستانی" کا تصور پیش کیا۔وہ اردو کو ایک ایسی
زبان کی شکل دینا چاہتے تھے جس میں فارسی کی بہ نسبت مقامی اور علاقائی سلیس الفاظ کا استعمال کیا گیا' ہو تا کہ
ہندوستان کا ہر شخص اس زبان کو باسانی بول اور سمجھ سکے اور یہ زبان پورے ملک میں لسانی سطح پر باہمی ربط کا
ذریعہ بن جائے۔گاندھی جی نے دیہی زندگی کی اصلاح اور ترقی پر بھی کافی زور دیا۔صنعتی ترقی سے جہاں شہر مستفیض
ہوئے وہیں دیہاتوں کی محرومی اور پچھڑاپن دیکہ کر گاندھی جی کا حساس دل مغموم ہوجاتا اسی لیے گاندھی جی نے دیہی
زندگی کی اصلاح اور ترقی پر خصوصی توجہ دی۔ان کے قول کے مطابق "ہندوستان دیہاتوں میں بستا ہے۔"اور اسی
ہندوستان کو ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لیے سعی وجہد کی۔گاندھی جی کا قومی یکجہتی کا نظریہ ذات پات اور علاقائی
حدود سے پرے تھا۔جنوبی افریقہ کے قیام کے دوران گاندھی جی نے رنگ ونسل کے امتیاز کے خلاف صدائے احتجاج بلند
کی۔کالے گوروں کے درمیان پائے جانے والے رنگ ونسل کے فرق کو مٹانے کی کوشش کی۔افریقہ میں سیاہ فام باشندوں پر
ہورہے مظالم کے خلاف آواز اٹھائی۔

مہاتما گاندھی کے مذکورہ بالا تمام نظریات خواہ وعدم تشدد،ستیہ گرہ،باہمی اتحاد واتفاق،مذہبی ہم آہنگی کا احاطہ
کرتے ہوں یا وہ اُصول جو انسان کی زندگی میں مشعل۔ راہ کا کام انجام دیتے ہیں نہ صرف ہندوستان میں مقبول ہوئے بلکہ
عالمی سطح پر بھی ان اصول ونظریات کی مختلف مفکروں،قلمکاروں دانشوروں، قائدین اور رہنماؤں نے نہ صرف پذیرائی
کی بلکہ ان نظریات کو قابل۔ تقلید تسلیم کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں اپنانے کی سعی بھی کی۔گاندھی کے یہ نظریات
صرف ایک تھیوریکل فلسفہ نہیں بلکہ مہاتما گاندھی کی عملی زندگی کا ایک خاکہ ہے۔ان اُصول ونظریات پر عمل پیرا ہونا
جدو جہد آزادی کے ایّام میں جتنا ضروری اور مفید تھا۔اس سے کہیں زیادہ آج ہے۔انسانیت کی بقاء اور ملک کی ترقی وترویج
کے لیے مہاتما گاندھی کے فلسفہ اور نظریات کو جدید تعلیم کی بنیاد بنانا انتہائی ضروی ہے۔

وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

نظام۔ امن کے روح رواں تھے گاندھی جی

مہک لٹائی اہنساکے نرم پھولوں کی

ہمارے ملک کے وہ باغباں تھے گاندھی جی

حوالہ جات :

- تلا ش حق (خود نوشت) مترجم : ڈاکٹر سید عابد حسین
- مہاتما گاندھی-اپنے افکار کے آئینے میں ، مطبوعہ: ماہنامہ 'آجکل' اکتوبر 2004ء◻

Scanned by CamScanner